Some participants at the Eid Day gathering

Greeting each other
after the Eid Prayers
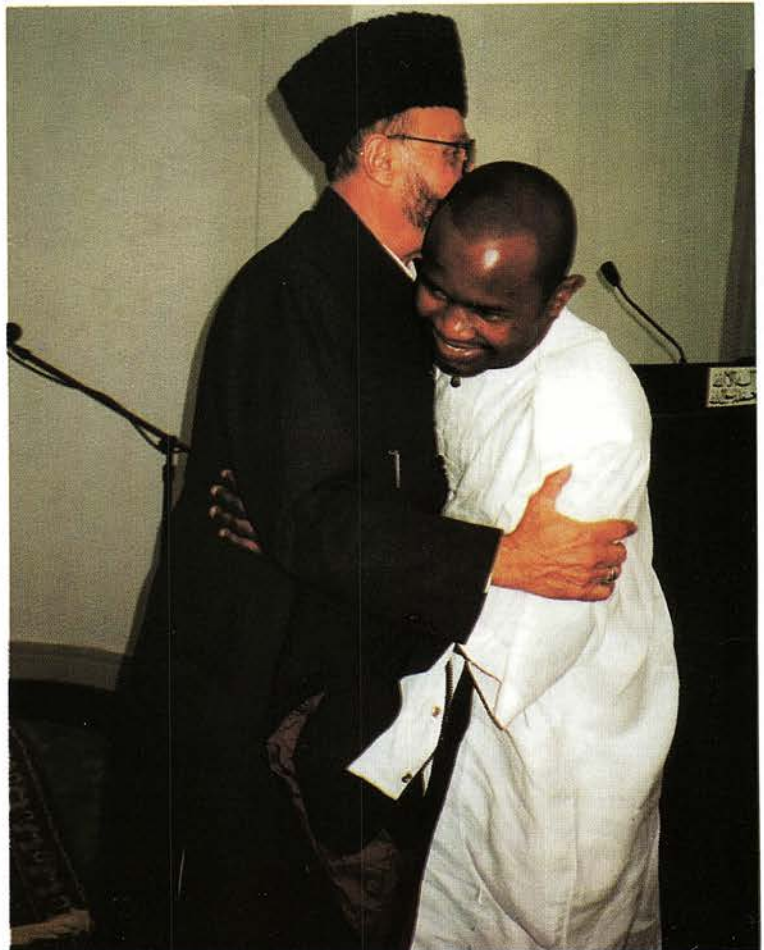
Arrival of guests for the Eid Prayers

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

فہرست مضامین

نگران: صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ
ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

القرآن الحکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿١﴾
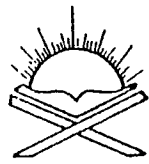
ا۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿٢﴾

۲۔ یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٣﴾

۳۔ تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور تجھے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔

وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿٤﴾

۴۔ اور اللہ تیری وہ نصرت کرے جو عزت اور غلبہ والی نصرت ہو۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٥﴾

۵۔ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت اتاری تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں مزید بڑھیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٦﴾

۶۔ تا کہ وہ مومنوں اور مومنات کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ اُن سے اُن کی برائیاں دور کر دے۔ اور اللہ کے نزدیک یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

☆ یہ سورت صلح حدیبیہ سے واپسی پر مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں۔ پچھلی سورت میں مسلمانوں کو واضح الفاظ میں انتم الاعلون کہہ کر بشارت دی گئی تھی کہ فتح ان کا مقدر ہے۔ اس سورت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ آپ کی ایک عظیم سیاسی فتح ہے جو آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ ہے۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں

— عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِيْ اَرْضِ فَلَاةٍ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ : اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَآئِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ، اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ۔ (بخاری کتاب الدعوات باب التوبۃ مسلم)

خادمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے بندے کی توبہ پر اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنی خوشی اس آدمی کو بھی نہیں ہوئی ہوگی جسے جنگل بیابان میں (کھانے پینے سے لدا ہوا) گمشدہ اونٹ اچانک مل جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جس کو یہ حادثہ پیش آیا کہ جنگل بیابان میں اس کی اونٹنی گم ہو گئی جب کہ اس پر اس کا کھانا اور پانی سب لدا ہوا تھا۔ وہ بہت گھبرایا اور اِدھر اُدھر تلاش سے ناامید ہو کر شدّتِ غم کی وجہ سے ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا اور اسی گھبراہٹ میں اس کی آنکھ لگ گئی۔ اچانک اس کی آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس کھڑی ہے۔ وہ خوشی سے اُچھل پڑا، اونٹنی کی نکیل پکڑی اور خوشی کے عالم میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اے میرے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا ربّ۔ یعنی خوشی میں مدہوش ہو کر وہ اُلٹ کہہ گیا۔

— عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ وَاللّٰهِ! اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَآلَّتَهٗ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَمَنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا وَاِذَا اَقْبَلَ اِلَيَّ يَمْشِيْ اَقْبَلْتُ اِلَيْهِ اُهَرْوِلُ۔

(مسلم کتاب التوبہ باب فی الحض علی التوبہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے بندے سے اس کے اس حُسنِ ظنّ کے مطابق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے۔ جہاں بھی وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اتنا خوش ہوتا ہے کہ اتنا خوش وہ شخص بھی نہیں ہوتا جسے جنگل بیابان میں اپنی گمشدہ اونٹنی مل جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو شخص مجھ سے بالشت بھر قریب ہوتا ہے میں اس سے گز بھر قریب ہوتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو مَیں اسکی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔

— عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ فَلْيَظُنَّ بِيْ مَا شَاءَ۔ (بخاری کتاب التوحید باب یحذرکم اللہ نفسہ مسند دارمی فی باب حسن الظن)

حضرت واثلہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اپنا آپ اس پر ظاہر کرتا ہوں پس جیسا وہ میرے متعلق گمان کرے ایسا ہی میرا اس سے سلوک ہوتا ہے۔

ارشاداتِ عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

"اسلام نے کبھی جبر کا مسئلہ نہیں سکھایا۔ اگر قرآن شریف اور تمام حدیث کی کتابوں اور تاریخ کی کتابوں کو غور سے دیکھا جائے۔ اور جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہے تدبر سے پڑھا یا سنا جائے تو اس قدر وسعت معلومات کے بعد قطعی یقین کے ساتھ معلوم ہو گا کہ یہ اعتراض کہ گویا اسلام نے دین کو جبراً پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہے نہایت بے بنیاد اور قابل شرم الزام ہے اور یہ ان لوگوں کا خیال ہے جنہوں نے تعصّب سے الگ ہو کر قرآن اور حدیث اور اسلام کی معتبر تاریخوں کو نہیں دیکھا بلکہ جھوٹ اور بہتان لگانے سے پورا پورا کام لیا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ قریب آتا جاتا ہے کہ راستی کے بھوکے اور پیاسے ان بہتانوں کی حقیقت پر مطلع ہو جائیں گے۔ کیا اس مذہب کو ہم جبر کا مذہب کہ سکتے ہیں جس کی کتاب قرآن میں صاف طور پر یہ ہدایت ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" یعنی دین میں داخل کرنے کے لئے جبر جائز نہیں۔ کیا ہم اس بزرگ نبی کو جبر کا الزام دے سکتے ہیں جس نے مکہ معظمہ کے تیرہ برس میں اپنے تمام دوستوں کو دن رات یہی نصیحت دی کہ شر کا مقابلہ مت کرو اور صبر کرتے رہو۔ ہاں جب دشمنوں کی بدی حد سے گذر گئی اور دین اسلام کے مٹا دینے کے لئے تمام قوموں نے کوشش کی تو اس وقت غیرت الٰہی نے تقاضا کیا کہ جو لوگ تلوار اٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ ورنہ قرآن شریف نے ہر گز جبر کی تعلیم نہیں دی۔ اگر جبر کی تعلیم ہوتی تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جبر کی تعلیم کی وجہ سے اس لائق نہ ہوتے۔ کہ امتحانوں کے موقع پر سچے ایمانداروں کی طرح صدق دکھلا سکتے۔ لیکن ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی وفاداری ایک ایسا امر ہے کہ اس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ ان کے صدق اور وفاداری کے نمونے اس درجہ پر ظہور میں آئے کہ دوسری قوموں میں ان کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس وفادار قوم نے تلواروں کے نیچے بھی اپنی وفاداری اور صدق کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے بزرگ اور پاک نبی کی رفاقت میں وہ صدق دکھلایا کہ کبھی انسان میں وہ صدق نہیں آ سکتا جب تک ایمان سے اس کا دل اور سینہ منوّر نہ ہو۔ غرض اسلام میں جبر کو دخل نہیں"۔

(روحانی خزائن جلد ۱۵ مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱۱، ۱۲)

عہدِ نو ہے تمہارے نام۔ چلو

گردش لیل و نہار کی طرح وقت ایک ایسا مسلسل بہنے والا دھارا ہے جو بغیر کسی توقف کے آگے بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اس کو ماپنے کے مختلف پیمانے دنیا میں رائج ہیں۔ انہی میں سے ایک عیسوی کیلنڈر بھی ہے جو اس وقت دنیا کے ایک بڑے حصہ میں معروف اور رائج ہے اور اکثر بین الاقوامی امور میں اسی کیلنڈر کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کیلنڈر کی رو سے یکم جنوری (۲۰۰۱ء) سے نئے سال ہی کا نہیں بلکہ نئی صدی اور تیسرے عیسوی ہزار سال کا دور شروع ہوگا۔ وقت کا سفر تو ایک مسلسل اور جاری سفر ہے اور اس کے تمام لمحات ایک سے ہیں اپنی ذات میں کسی ایک لمحے کو کسی گزشتہ یا آنے والے لمحے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔ البتہ کسی بھی لمحہ میں ہونے والا کوئی عظیم الشان واقعہ اس لمحہ کو عظمت بخش دیتا ہے اور ایک یادگار حیثیت عطا کر دیتا ہے۔ وہ وقت کیسا خوش نصیب اور مبارک وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو ہر قسم کی ظلمتوں اور گناہوں سے نجات دینے کے لئے رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیدا کیا اور پھر آپ کی زندگی کا ہر آنے والا لمحہ ﴿وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾ کے مصداق پہلے سے زیادہ بہتر اور زیادہ خیر وبرکت کا موجب بنتا رہا۔ اور یہی اسوہ حسنہ ہے جس کی اتباع کی ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ ہم اپنے وقت کو بہترین مصرف میں لائیں اور ہر آنے والے لمحہ کو پہلے سے حسین تر اور مفید تر بنانے کی سعی کریں۔ ورنہ ایک دن سے دوسرے دن میں داخل ہونا یا ایک سال سے یا ایک صدی سے دوسرے سال یا صدی میں داخل ہونا اپنی ذات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ہاں اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلی کے لئے کئے گئے ہمارے عزم اور آنے والے دور کو خدا اور اس کے رسول کی مرضیات کے مطابق گزارنے کے لئے ہماری کوششیں ہمارے آج کے وقت کو عظمت بخش سکتی ہیں۔ خدا کرے کہ ہم انفرادی طور پر بھی اور جماعتی حیثیت میں بھی نئے سال اور نئی صدی میں صدق کے ساتھ داخل ہوں اور ہمارا وقت کے اس پیمانے کی رو سے موجودہ دور سے نکلنا بھی صدق کے ساتھ ہو۔ اور آنے والے دور کا ”ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گزرے“۔

احباب جماعت جانتے ہیں کہ ۲۳ / مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعت احمدیہ کے قیام کی پہلی صدی مکمل ہونے پر ہم نے اپنی جماعتی زندگی کی دوسری صدی میں قدم رکھا تھا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو آنے والی صدی کی اہمیت بتاتے ہوئے اور اس میں ہم پر عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے الٰہی بشارات کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس نئی عیسوی صدی کے آغاز پر حضور ایدہ اللہ کے وہ ارشادات پھر احباب کے سامنے پیش کریں تاکہ احباب ان ہدایات کی روشنی میں خدمت اسلام کے نئے عزم اور نئے ارادے باندھتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ / مارچ ۱۹۸۹ء میں فرمایا:

”مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ اگلی صدی میں فضا تبدیل ہونے والی ہے اور خدا تعالیٰ کی

طرف سے حیرت انگیز تائیدی نشانات دکھلائے جائیں گے۔ بہت ہی عظیم کام ہم نے کرنے ہیں جن کے لئے اگلی صدی کا دور مقدر ہو چکا ہے اور بہت سی نئی ذمہ داریاں ہم پر ڈالی جانے والی ہیں جن کے لئے ہم اپنے آپ کو جہاں تک توفیق ہے تیار کر رہے ہیں۔ لیکن جو کام درپیش ہے اور جو مشکلات سامنے ہیں ان کو دیکھ کر بسا اوقات یہ محسوس ہوتا ہے جیسے عظیم الشان پہاڑ سامنے کھڑے ہیں جن کو سر کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے اور وہ پہاڑ ایسے ہیں جو بڑے تکبر کے ساتھ اپنی چوٹیوں کے سربلند کئے ہوئے ہمیں اس طرح حقارت سے دیکھ رہے ہیں اور اس طرح چیلنج دے رہے ہیں کہ تم کون ہو اور ہوتے کیا ہو کہ ہماری بلندیوں کو فتح کرنے اور سر کرنے کے ارادے باندھ رہے ہو، چاروں طرف یہی عالم ہے۔ ہر طرف سے احمدیت کے لئے روکیں کھڑی کی جا رہی ہیں اور راستے کی تمام روکیں جو پہلے تھیں ان کو بلند تر کیا جا رہا ہے۔ پہلے افراد یہ دعوے کیا کرتے تھے کہ ہم احمدیت کو مٹا دیں گے اور ایسے منصوبے باندھا کرتے تھے، پھر گروہوں نے یہ کام شروع کیا، پھر ملک ملک کے گروہ اکٹھے ہوئے اور اب حکومتوں نے یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور حکومتوں کے گروہ اس بات پر اکٹھے ہو رہے ہیں کہ جس طرح بھی بن سکے، احمدیت کی راہ روک دی جائے اور ان کی ترقی کی تمام راہیں مسدود کر دی جائیں۔"

"ہمارے بلند بانگ دعاوی دیوانوں کی بڑ نہیں ہیں بلکہ ایسے فرزانوں کی باتیں ہیں جن کے پیچھے خدا کا کلام ہے اور ان کی پشت پناہی کر رہا ہے اور جن کے پیچھے انبیاء کی تمام تاریخ کھڑی ہے اور انہیں جرأت اور حوصلے دلا رہی ہے کہ آگے بڑھو۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ تمہارے مقدر میں آگے بڑھنا ہے، آگے بڑھنا ہے، آگے بڑھنا ہے۔ اس لئے خدا پر توکل کرتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے بے خوف آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ"۔

"اسلام کی سربلندی کی خاطر اس صدی سے اپنے سر جھکا کر نکلو اور اگلی صدی میں اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنے سر جھکا کر داخل ہو۔ عجز وانکسار کے ساتھ داخل ہو۔ دعائیں کرتے ہوئے داخل ہو۔ خوشیوں کے گیت ضرور گاؤ لیکن اس کامل یقین کے ساتھ کہ ہمارا ایک خدا ہے جو ہماری پشت پناہی کے لئے کھڑا ہے اور ہم میں کوئی بھی طاقت نہیں۔ جب تک اس خدا کی نصرت ہماری مدد کو نہ آئے ہم ایک انگلی ہلانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے، ایک قدم بھی آگے بڑھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہمارا سانس لینا بھی اپنی طاقت میں نہیں ہے۔ یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کا اِذن جاری ہو۔ اگر اس عجز کے ساتھ آگے بڑھو گے تو خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہیں ایسے نظارے دکھائے گی کہ نہایت عاجز اور حقیر چیزیں دنیا میں عجیب عظمتیں پا گئیں"۔

"پس جہاں تک غیروں کے محمد رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کے مٹنے کا تعلق ہے یاد رکھو! کہ خدا اُن کو مٹائے گا اور تم سے نہیں مٹائے جا سکتے۔ جہاں تک تمہارا عظمتیں حاصل کرنے کا تعلق ہے یاد رکھو خدا ہی کے ہاتھ میں یہ عظمتیں ہیں لیکن وہ صرف عاجز بندوں کو یہ عظمتیں عطا کیا کرتا ہے"۔

جماعت کی یہ ساری صدی اور اس صدی کا ہر سال اور ہر سال کا ہر دن احمدیت کی صداقت کو روشن تر کرنے والا ثابت ہوا۔ اور مخالفتوں کے ہر طوفان سے یہ جماعت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو کر نکلی ہے۔ بیسویں صدی کے آخری چند سالوں میں تو اس جماعت کی ترقی اور تزکیہ نے نئی رفعتوں کو حاصل کیا ہے۔ ایم ٹی اے انٹر نیشنل اور عالمی بیعت اور جماعت کی مالی قربانی اور قیام صلوۃ اور خدمت بنی نوع انسان کے مختلف میدانوں میں حیرت انگیز ترقیات ناقابل تردید حقائق ہیں۔ بیسویں صدی کے اس آخری سال (۲۰۰۰ء) میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی عالمی ترقی کی جو عظیم بنیادیں استوار کی ہیں کہ صرف ایک سال میں چار کروڑ سے زائد افراد کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی انہیں دیکھتے ہوئے کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگلی صدی میں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے کیا کیا عظیم سامان کر رکھے ہیں۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۰ء کے موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کرتے ہوئے اور اس دور کی سو سال پہلے کے دور سے حیرت انگیز مشابہتوں کے حوالہ سے ۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۲ء تک کے تین سالوں کی غیر معمولی اہمیت کا ذکر فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ :-

"ابھی دو سال باقی ہیں۔ اب آگے آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے اور مولوی کس قدر اپنے سینے کے ابال میں ابلتے اور جلتے ہیں۔ خدا کے فضل سے اب احمدیت کی دنیا بھر میں ترقی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ ناممکن ہے۔ جتنا چاہیں زور لگائیں۔ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں، یقیناً ناکام اور نامراد ہی رہیں گے اور احمدیت دن بدن ترقی کرتی چلی جائے گی"۔

پس آنے والی نئی صدی بہت سے انقلابات کی صدی ہے۔ آیئے ہم ماضی میں نازل ہونے والے خدا کے فضلوں کو یاد کرتے ہوئے اور اس کے احسانات پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور نہایت درخشندہ اور روشن تر مستقبل کے لئے اس کے وعدوں کے ایفاء کے لئے دعائیں کرتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں۔ اور جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کے خطبہ جمعہ میں جماعت کی دوسری صدی میں داخل ہوتے ہوئے دعا دی تھی خدا کرے ہم اسی شان سے اس عیسوی صدی میں داخل ہوں جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ یہ عالمگیر غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

"اللہ کرے کہ ہم اس شان سے اور اس عجز کی شان کے ساتھ، اس توکل سے اور اس توکل کی شان کے ساتھ، اس دعا سے اور اس دعا کی شان کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہوں کہ ہمارا قدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راہوں پر آگے بڑھتا رہے اور ایک قدم بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی راہوں سے ہٹ کر آگے نہ بڑھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

رشتہ ناطہ کو بہت زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ اسی طرح بیکار نوجوانوں کو کام پر لگانے کی طرف بھی توجہ بہت کم ہے۔ اب میں انشاء اللہ تعالیٰ ایسی سکیمیں بناؤں گا کہ میری نگرانی میں یہ دونوں کام چل پڑیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۵/دسمبر ۲۰۰۰ء)

لندن (۱۵ دسمبر ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کے مختصر خطبہ کے لئے میں نے کوئی نوٹس تیار نہیں کئے۔ ایک تو لمبا عرصہ کھڑا ہونے سے ٹانگوں میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ چلنے سے اتنی نہیں ہوتی جتنا کھڑا ہونے سے ہوتی ہے۔ دوسرے اس لئے کہ آج ایک اپنی رؤیا سنانی ہے جس میں خدا تعالیٰ نے میرے دو سوالات کا جواب دیا ہوا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے خیال تھا کہ مجھے مصروفیتیں بڑھانی چاہئیں۔ اس خیال میں سویا تو رات کو خواب میں میاں غلام احمد صاحب کو دیکھا جو میاں خورشید احمد صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں اور ہمیشہ بہت اچھا مشورہ دیا کرتے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ خواب میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آپ کی دو کاموں میں بہت ضرورت ہے۔ ایک تو رشتہ ناطہ ہے۔ بہت سی لڑکیاں بیچاری بغیر شادی کے پڑی ہیں اور بہت سے لڑکوں کو اپنا مناسب رشتہ نہیں ملتا۔ پاکستان میں بھی بہت اچھے لڑکے ہیں جو اچھا پروفیشن اختیار کر سکتے ہیں۔ اور سادہ مزاج ہیں۔ اگر انگلستان کی لڑکیاں ناک بھوں نہ چڑھائیں اور اس رشتہ کو قبول کریں تو دونوں کا فائدہ ہے۔ اور ساتھ ہی کہا کہ دوسرا کام ہے بیکار نوجوانوں کو کام پر لگانا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی دو باتیں ہیں جو میں آپ کو سنانی چاہتا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ امیر صاحب یو۔کے۔ اور بعض دوسرے صائب الرائے لوگوں کے مشورہ سے میں انشاء اللہ ایسی سکیم بناؤں گا کہ میری نگرانی میں یہ دونوں کام چل پڑیں۔ حضور نے احباب جماعت کو دعا کے ذریعہ اس بارہ میں مدد کی تحریک فرمائی۔

✡✡✡.........✡✡.......... ✡✡✡

☆...... احمدی بچے عہد کریں کہ وہ تعلیم میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے

☆...... ساری دنیا مقابلہ کرے تو پھر بھی خدا تعالیٰ ہماری ہی دعاؤں کو سنے گا

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان۔ گزشتہ سال میں ۱۷ نئے ممالک چندہ تحریک جدید کے نظام میں شامل ہوئے۔ مجاہدین تحریک جدید کی تعداد تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

آنحضرت ﷺ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی ماضی کی نصیحت سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۸؍ دسمبر ۲۰۰۰ء)

لندن (۸؍ ستمبر ۲۰۰۰ء): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی علالت کے باعث کئی ہفتوں کے وقفہ کے بعد آج بنفس نفیس مسجد فضل لندن میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۹۳ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد ایک حدیث نبوی پیش فرمائی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد پڑھ کر سنایا جس میں ذکر ہے کہ جو شخص دینی مہمات کے لئے خرچ کرے گا اس کے مال میں برکت ہو گی۔

حضور ایدہ اللہ نے مالی امور کے متعلق آیت کریمہ، حدیث نبوی اور حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پیش کرنے کے بعد تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ گزرے ہوئے سال کے دوران ۱۷ نئے ممالک کو پہلی مرتبہ تحریک جدید میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اس طرح اب تک ۱۱۰ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں اور وصولی ۱۹ لاکھ ۴۷ ہزار ۶۰۰ پاؤنڈ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وصولی میں اس سے پہلے سال کی نسبت دو لاکھ پاؤنڈ کا اضافہ ہے۔ اسی طرح مجاہدین تحریک جدید کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے اور یہ تعداد اب تین لاکھ دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ ان میں زیادہ تر نومبائعین شامل ہیں اور ہندوستان اس پہلو سے سرفہرست ہے۔ افریقہ میں کینیا نومبائعین کو شامل کرنے کے لحاظ سے سب سے آگے ہے۔ پاکستان کی جماعت کو نامساعد حالات کے باوجود حیرت انگیز ترقی کرنے کا موقعہ ملا اور لاہور کی جماعت پاکستان کی تمام جماعتوں سے آگے بڑھ گئی ہے۔ اس کے بعد کراچی اور پھر ربوہ کی جماعتیں ہیں۔

حضور نے بتایا کہ امریکہ اور جرمنی کی ایک دوسرے پر سبقت کی روایت اسی طرح جاری ہے مگر اس سال باہر کے ممالک میں امریکہ دنیا بھر میں اول رہا ہے اور جرمنی کو ۶۴ ہزار پاؤنڈ سے پیچھے چھوڑ گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج مَیں اس لئے خود حاضر ہوا ہوں کہ میری لمبی غیر حاضری سے جماعت بہت بے چین تھی اور مَیں خود بھی بہت بے چین تھا کہ جمعہ میں شامل ہو کر خود اپنی زبان سے جماعت کو کچھ نصیحت کر سکوں۔ حضور نے فرمایا کہ پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے کسی چھوٹے سے چھوٹے فرمان کو بھی کبھی یہ سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ اس کا اطلاق گزرے ہوئے زمانہ پر ہوتا ہے۔ حضور نے اس ضمن میں اپنی ڈاڑھوں کی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ چونکہ مَیں عادتاً سخت ہڈیاں چباتا رہا ہوں اس سے ڈاڑھوں کی جڑوں پر برا اثر پڑا ہے۔ اس وقت مجھے آنحضرتؐ کا یہ فرمان یاد آیا کہ ہڈیاں نہ چبایا کرو اور کتوں کے لئے چھوڑ دیا کرو۔ حضور نے فرمایا کہ مَیں اب تک یہ سمجھتا رہا ہوں کہ یہ بات پرانے زمانے پر اطلاق پاتی ہے اب تو امیر ملکوں کے کتوں کو غریبوں سے کہیں بہتر خوراک ملتی ہے تو انہیں ہڈیوں کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دانتوں کی صفائی سے متعلق آنحضرت

ﷺ کی بہت سی نصائح ہیں ان پر عمل کرنے میں ہمارا فائدہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی کسی نصیحت کو بھی ماضی کی نصیحت نہ سمجھا جائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اپنی بیماری کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اپنے ڈاکٹر صاحب کا ذکر فرمایا کہ وہ خدا کے فضل سے بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اور ڈاکٹر بھی مشورے بھجواتے رہتے ہیں لیکن میرے ڈاکٹر صاحب کو کسی مزید مشورے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ اپنے فن میں ماہر ہیں اور میری تکلیف کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ڈاکٹر تو ڈاکٹر بعض عام لوگ بھی جن میں عورتیں خاص طور پر شامل ہیں مجھے مشورے دیتے ہیں کہ اصل میں آپ کو فلاں بیماری ہے اس کے لئے فلاں علاج کیا جائے حالانکہ مَیں نہ ان سے ملا، نہ وہ میری تکلیف سے واقف ہیں۔ حضور نے ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے احساس ہے کہ ان سب کو میری صحت کی فکر ہے تو وہ ایسا کرتے ہیں لیکن وہ مہربانی فرما کر اس بارہ میں اپنے مشورے نہ دیں۔ حضور نے احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی دعاؤں سے میں نسبتاً بہتر ہوں۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے ذاتی خادم اور جماعتی خادم بشیر احمد صاحب کا محبت اور تحسین بھرے کلمات میں ذکر فرمایا اور فرمایا کہ آج تک مجھے جتنے بھی تحفے ملے ہیں ان میں سے یہ بہترین تحفہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میرے ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں اپنے پر بوجھ نہ ڈالوں۔ حضور نے فرمایا کہ انہیں اندازہ نہیں کہ مَیں نے کتنے بوجھ اٹھائے ہیں۔ ساری زندگی خدا کے فضل سے کاموں میں گزری ہے جس شخص کی ساری زندگی کاموں میں گزری ہو اس کے لئے کام نہ کرنا بوجھ ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں اردو کلاسز، ہومیوپیتھی کلاسز، ترجمۃ القرآن کلاسز، درس القرآن، بائبل کے متعلق تحقیقی کاموں اور اس سلسلہ میں مختلف ٹیموں کا ذکر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے یہ بھی بتایا کہ امریکہ میں ڈاکٹر امتیاز صاحب حضور ایدہ اللہ کی ہومیوپیتھی والی کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ حضور نے تمام خدمت کرنے والوں کے لئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بیماری کی وجہ سے آج آپ خود نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک سنت کے مطابق کسی اپنے مقتدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (چنانچہ خطبہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مسجد کی محراب میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد مبلغ انچارج برطانیہ کی امامت میں ان کی دائیں جانب کھڑے ہو کر نماز ادا کی) حضور نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے مَیں نے گزشتہ تین خلفاء سے زیادہ باجماعت نمازیں پڑھائی ہیں۔ اب ایک اور سنت پر بھی عمل کرنے دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر اپنے کسی مقتدی کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور اس کا استنباط آپؑ نے حدیث نبوی سے کیا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ مجھے ہمیشہ اسی پر عمل کرنا پڑے گا یا خدا یہ توفیق بھی عطا فرمائے گا کہ خود ہی خطبہ بھی دوں اور نماز بھی پڑھاؤں۔ حضور نے احباب کو تحریک فرمائی کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بیماری کو کلیۃً دور فرمادے۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

پنجگانہ نمازوں، نماز تہجد، دعاؤں اور ذکر الٰہی سے معمور خالصۃً روحانی ماحول میں عظیم الشان دینی روایات کے ساتھ

قادیان دارالامان (انڈیا) میں

جماعت احمدیہ کے ۱۰۹ ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد

۳۵ ہزار سے زائد افراد کی شمولیت۔ ۲۳ ہزار سے زائد نومبایعین جلسہ میں شامل ہوئے

متعدد غیر مسلم سیاسی و سماجی معروف شخصیات کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی عالمی امن و رواداری کی تعلیم اور خدمت خلق کے کاموں پر خراج تحسین ۔ریڈیو ، ٹی وی اوراخبارات کے ذریعہ جلسہ سالانہ کے پروگراموں کی وسیع پیمانے پر تشہیر

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ۱۰۹ واں جلسہ سالانہ قادیان (انڈیا) میں ۱۶، ۱۷، ۱۸/ نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات جمعہ ہفتہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ جاری رہ کر نہایت کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ۔

قادیان سے موصولہ رپورٹس کے مطابق ۱۶/ نومبر بروز جمعرات مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ پہلے اجلاس میں وزیر تعلقات عامہ پنجاب جناب نتھا سنگھ دالم تشریف لائے۔ اسی روز ۵۳ اخباری نمائندوں کے علاوہ جالندھر ٹی وی، ریڈیو اور Zee TV کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

دوسرے روز جمعۃ المبارک کے وقت وسیع و عریض جلسہ گاہ آخری کناروں تک بھر گیا اور ہزاروں افراد کو باہر کھلی فضا میں نماز جمعہ ادا کرنا پڑی اور آخری اجلاس کے لئے جلسہ گاہ زنانہ اور مردانہ کو مزید وسیع کرنے کا انتظام کیا گیا۔

دوسرے اجلاس میں سابق وزیر خارجہ اور موجودہ ممبر پارلیمنٹ جناب آر۔ ایل۔ بھاٹیہ صاحب بھی تشریف لائے۔ اس روز جالندھر ریڈیو جلسہ کے متعلق مسلسل خبریں نشر کرتا رہا۔

تیسرے روز قادیان کے قرب وجوار کے دیہات سے قافلے اختتامی اجلاس تک جلسہ میں شامل ہوتے رہے۔ اختتامی اجلاس کے دوران تیز بارش ہوئی مگر حاضرین نے بڑی دلجمعی کے ساتھ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر کارروائی سنی۔

ریاڑکی کالج تغلوالہ سے ۵۰۰ غیر مسلم طالبات نے بھی اجتماعی طور پر جلسہ میں شرکت کی اور زنانہ جلسہ گاہ میں بیٹھ کر استفادہ کیا۔

قابل ذکر امر یہ بھی ہے کہ پنجاب کے علاوہ دیگر صوبوں سے مجموعی طور پر ۱۰۴۔ اخباری نمائندے تشریف لائے۔

آخری اجلاس میں جناب پرکاش سنگھ بادل صاحب چیف منسٹر پنجاب نے اپنا تحریری پیغام بھجوایا جس میں انہوں نے جلسہ سالانہ کے انعقاد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنی نہ ٹالی جانے والی مصروفیات اور مجبوریوں کی بنا پر جلسہ میں خود شامل نہ ہوسکنے کی وجہ سے جلسہ سالانہ کی جملہ انتظامیہ اور حاضرین سے معذرت کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کا عالمی امن، آپسی پیار و محبت اور انسانیت کی قدر و قیمت کو بڑھاوا دینے کے لئے ہمیشہ اہم کردار ادا کرنے کی تعریف کی۔ انہوں نے اپنے پیغام میں کہا کہ جماعت کی طرف سے شروع کئے گئے مذہبی اور سماجی کاموں نے ایک منفرد اور مضبوط سماج کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

اختتامی اجلاس میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نومبایعین کو نصائح میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے اور پیارے آقا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے محبت بھرے سلام پر مشتمل دعائیہ پیغام سنایا اور اس طرح اجتماعی دعا کے ساتھ نعرہ ہائے تکبیر کے دوران جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اختتامی اجلاس میں ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری بی بکرم صاحب، پرنسپل سکھ نیشنل کالج، اے ڈی سی گورداسپور شری حسن لال صاحب، ایس ڈی ایم بٹالہ شری سبھر وال صاحب، ایس ایس پی براڑ اور سابق منسٹر پنجاب جناب پرتاپ سنگھ باجوہ صاحب اور حکیم سورن سنگھ صاحب کے علاوہ کئی دیگر سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں کے سرکردہ افراد نے بھی شرکت فرمائی۔ امسال بنگال سے ۱۸، آسام سے ۱۵ ،اور آندھرا پردیش سے ۱۵ بوگیوں پر مشتمل کل تین سپیشل ٹرینیں دو سے اڑھائی ہزار میل کا فاصلہ طے کر کے قادیان پہنچیں۔ سپیشل ٹرین کی ہر بوگی میں باقاعدہ لاؤڈ سپیکر لگا کر نماز باجماعت کا انتظام کیا گیا تھا۔

مہمانوں کے لئے ۱۲۔ ایکڑ اراضی پر خیمے لگا کر رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ چاروں گیسٹ ہاؤسز، تعلیمی اداروں اور دفاتر وغیرہ کی عمارتیں بھی رہائش کے لئے استعمال کی گئیں۔ نیز ریتی چھلہ میں زیر تعمیر ہسپتال میں بھی مہمانوں کو ٹھہرایا گیا۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

منظوم کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

گھٹا کرم کی ، ہجومِ بلا سے اُٹھتی ہے
کرامت اِک دلِ درد آشنا سے اُٹھتی ہے

جو آہ ، سجدۂ صبر و رضا سے اُٹھتی ہے
زمین بوس تھی ،اُس کی عطا سے اُٹھتی ہے

رسائی دیکھو! کہ باتیں خدا سے کرتی ہے
دُعا۔ جو قلب کے تحتُ الثّریٰ سے اُٹھتی ہے

یہ کائنات ازل سے نہ جانے کتنی بار
خلا میں ڈوب چکی ہے خلا سے اُٹھتی ہے

سدا کی رسم ہے ، اِبلیسیّت کی بانگ زبوں
انا کی گود میں پل کر اِباء سے اُٹھتی ہے

حیا سے عاری ،سیہ بخت ، نیش زن ، مردود
یہ واہ واہ کسی کربلا سے اُٹھتی ہے

خموشیوں میں کھٹکنے لگی کسک دِل کی
اِک ایسی ہُوک دلِ بے نوا سے اُٹھتی ہے

مسیح بن کے ،وہی آسماں سے اُتری ہے
جو اِلتجا ، دلِ ناکتخدا سے اُٹھتی ہے

وہ آنکھ اُٹھی تو مُردے جگا گئی لاکھوں
قیامت ہو گی ،کہ جو اِس ادا سے اُٹھتی ہے

امرٌ ہوئی ہے وہ تجھ سے محمدؐ عربی
ندائے عشق ، جو قولِ بلیٰ سے اُٹھتی ہے

ہزار خاک سے آدم اُٹھے ، مگر بخدا
شبیہ وہ ! جو تری خاکِ پا سے اُٹھتی ہے

بنا ہے مہبطِ انوار قادیاں۔ دیکھو
وُہی صدا ہے ، سُنو! جو سدا سے اُٹھتی ہے

کنارے گونج اُٹھے ہیں زمیں کے ،جاگ اُٹھو
کہ اِک کروڑ صدا،اِک صدا سے اُٹھتی ہے

جو دِل میں بیٹھ چکی تھی، ہوائے عیش و طرب
بڑے جتن سے ،ہزار اِلتجا سے اُٹھتی ہے

حیاتِ نو کی تمنّا ۔ ہوئی تو ہے بیدار
مگر یہ نیند کی ماتی، دُعا سے اُٹھتی ہے

بقیہ صفحہ ۱۵

کشمیر سے لے کر کنیا کماری تک ہندوستان کے ۲۰ صوبوں اور ۱۸ بیرونی ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی ۔ امسال جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں میں ۲۳ ہزار نو مبایعین تھے۔

ہندوستان کے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی نے جلسہ کی حاضری ۴۵ ہزار بتائی ہے جبکہ ہمارے انتظام کا محتاط اندازہ ۳۵ ہزار کا ہے۔

ڈاکٹر عبد السلام کا ایک یادگار انٹرویو۔Science Sublime

ترجمہ۔ محمد زکریا ورک کنگسٹن۔ کینیڈا

دنیائے اسلام کے سب سے پہلے نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کا یہ انٹرویو لوئیس وول پرٹ Lewis Wolpert نے ان کے گھر واقع ساؤتھ لنڈن (پٹنی) میں لیا تھا جب گھر کے اندر بچوں کا شور و غل اور گھر کے کام کاج پورے زور شور سے ہو رہے تھے۔ انٹرویو لینے والے نے اس بات کا اظہار کیا کہ اس ماحول میں کیسے یہ چوٹی کا سائیسندان اپنی زمین شکن تھیوریز کو وضع کرتا ہے۔ شاید اس کے خیال کی پرواز اس قدر تیز اور گہری اور اتنی اونچائی پر ہوتی ہے کہ اسے اس ماحول کا علم ہی نہیں ہوتا ہے۔

انٹرویو کے آغاز میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے فرمایا۔۔ میری تربیت میرے بھی خواہوں اور خاص طور پر میرے والد صاحب نے کی جو میرے انڈین سول سروس میں جانے کے خواہش مند تھے مگر میرا پارٹیکل فزسٹ بن جانا محض حادثاتی ہے یہ حادثہ دوسری جنگ عظیم کا ہے اگر جنگ عظیم وقوع پذیر نہ ہوتی تو انڈین سول سروس کے امتحان ضرور ان مہینوں میں منعقد ہوتے جن دنوں میں جنگ عظیم جاری و ساری تھی اور مجھے فیصلہ کرنا پڑتا کہ میرا مستقبل میں کیر' یر کیا ہوگا اور اب تک شاید میں سول سرونٹ بن چکا ہوتا

سوال۔۔۔ تو کیا اس وقت آپ کے ذہن میں سائینس میں مستقبل کا کوئی وہم بھی نہ تھا؟

جواب۔۔۔ نہیں فی الحقیقت یہ بات حادثاتی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ عظیم دوم کی وجہ سے تمام آئی سی ایس کے امتحانات بند تھے جنگ کے معاً بعد بھی سول سروس کے امتحان منعقد نہ ہو رہے تھے میں یونیورسٹی آف پنجاب سے ایم اے ریاضی مکمل کر چکا تھا اور مجھے کیمبرج میں اعلیٰ تعلیم کے لئے وظیفہ ملا تھا

سوال۔۔۔ گویا آپ کا ذہن اور فطری رجحان سائینس کی طرف چھوٹی عمر سے تھا؟

جواب۔۔۔ ہاں ذہنی یا سائینسی رجحان تو ٹھیک ہے مگر میں ریاضی کی تعلیم اس لئے نہیں حاصل کر رہا تھا کہ ریسرچ کروں گا بلکہ اس کا مقصد سول سروس امتحان میں اعلیٰ نمبر حاصل کرنا تھا گویا یہ نمبر حاصل کرنیکی ایک ترکیب تھی

سوال۔۔۔ تو گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دل میں سائینس کیلئے شدید خواہش چھپی ہوئی ضرور تھی

جواب۔۔۔ میں سائینس کے مضامین دسترس ضرور رکھتا تھا کچھ ہی روز پہلے میں سوچ رہا تھا کہ میں نے سب سے پہلا ریسرچ پیپر سولہ سال کی عمر میں تصنیف کیا تھا جو ریاضی کے ایک جرنل میں شائع ہوا تھا یعنی ریسرچ کے لئے فطری رجحان ضرور تھا مگر اس کے لئے کوئی موٹی ویشن نہیں تھی البتہ کیمبرج میں دو سال ریسرچ کے بعد میں اس میدان میں پوری دلجمعی سے اتر چکا تھا

سوال۔۔۔ آپ کا کیمبرج جانا کیسے ممکن ہؤا ؟

جواب۔۔۔ میرا کیمبرج جانا ایک سکالر شپ جس کا نام سمال پیسنٹ ویلفیئر فنڈ تھا اس کے ذریعہ ممکن ہؤا یہ فنڈ اس وقت کے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے قائم کیا تھا

سوال۔۔۔ کیا آپ کے خاندان کا پس منظر زراعت میں ہے ؟

جواب۔۔۔ جی ہاں اگرچہ میرے والد سول سرونٹ تھے مگر ان کے پاس زرعی زمین کا قطعہ تھا جس کی بناء پر وہ پیز نٹ فنڈ کے معیار پر پورے اترے اس لئے مجھے ان وظائف میں سے ایک وظیفہ دیا گیا اور مزے کی بات یہ ہے کہ صرف پانچ وظائف دیے گئے مگر میرے علاوہ چار طلباء کو یونیورسٹی میں اس سال داخلہ نہ مل سکا پھر بر صغیر کی تقسیم عمل میں آگئی اور یہ وظائف خود بخود ختم ہو گئے تو یوں اس فنڈ کے قیام کا مقصد اور ان وظائف کا دیا جانا شاید صرف اور صرف میرے لئے مقدر کی طرف سے مقصود تھا

سوال۔۔۔ آپ کے خیال میں کیا اسمیں قسمت کا بھی کوئی دخل ہے کیونکہ ان واقعات میں ہر واقعہ محض اتفاقی معلوم ہوتا ہے ؟

جواب۔۔۔ ہاں یقیناً۔ میرے والد محترم جو بہت مذہبی اور نیک انسان تھے کہا کرتے تھے کہ میری کامیابیاں ان کی دعاؤں کا ثمرہ ہیں وہ چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا کسی علم کے میدان میں ضیاء پاشیاں کرے وہ مجھے سول سرونٹ بنانا چاہتے تھے مگر جب میں نے فیصلہ کیا کہ میں ریسرچ میں زندگی گزاروں گا تو انہوں نے اس کو مناسب جانا اور میری ہر طرح دلجوئی کی مگر واقعات کا پورا سلسلہ sequence of events یعنی میرا اسکالرشپ حاصل کرنا صحیح وقت پر میرا کیمبرج پہنچ جانا پھر میری سائینس میں دلچسپی کا اظہار۔ ان کے خیال میں اس کے پیچھے کوئی خاص قوت کارفرما تھی

سوال۔۔۔ جب آپ کیمبرج پہنچے تو کیا آپ فوراً تھیورٹیکل فزکس میں ہمہ تن مشغول ہو گئے ؟

جواب۔۔۔ نہیں ہرگز نہیں۔ میں نے ریسرچ کا کام ریاضی میں شروع کیا کیونکہ میری بیک گراؤنڈ اس مضمون میں تھی مگر رفتہ رفتہ ریاضی میں دو سال صرف کرنے کے بعد میں نے اپنی فیلڈ تھیورٹیکل فزکس چن لی اس وقت مشہور زمانہ سائینس دان پال ڈائیراک Paul Dirac اس وقت وہاں لیکچرار تھے اس لئے میں ان کے لیکچروں میں شامل ہو گیا پھر میرے سکالرشپ کا تیسرا سال بھی تھا میرے پاس اب یہ چانس تھا کہ آیا میں ریاضی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کروں یعنی Part II of Math. Tripos یا پھر فزکس ٹرائی پوز کروں

میرے اساتذہ میں سے ایک استاد شہرہ آفاق اسٹرانومر فریڈ ہوئیل Hoyle تھے میں ان کے پاس مشورہ کی غرض سے گیا کہ اب کیا کروں انہوں نے فرمایا کہ اگر تم فزسٹ بننا چاہتے ہو چاہے تھیورٹیکل فزسٹ تو تمہیں کیونڈش لیبارٹری میں تجرباتی کورس ضرور کرنا چاہیئے اس کے بغیر تم کبھی بھی تجرباتی فزسٹ سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کر سکو گے

یہ مشورہ نہایت موزوں تھا مگر اتنا عرصہ تجربات نہ کرنیکی وجہ سے یہ سال میرے لئے تجرباتی کام کرنے کے لئے بہت جان جوکھوں والا تھا فی الحقیقت یہ میرے طالب علمی کے زمانے کا سب سے مشکل ترین سال تھا

سوال۔۔۔ آپ نے کس چیز کو بہت مشکل پایا؟

جواب۔۔۔ تجربات کرنے کیلئے رجحان (کا مفقود ہونا) یہ بات بہت دلچسپ ہے کیونڈش لیبارٹری میں یہ روایت

تھی کہ (تجربات کرنے کیلئے) اعلیٰ قسم کا سازوسامان نہیں دیا جاتا تھا صرف رسی اور موم sealing wax دی جاتی اور طالب علم کو بددل کرنے کیلئے ہر طرح کی رکاوٹ پیدا کی جاتی اور آپ کو اس رکاوٹ کو دور کرنا ہوتا تھا۔ اس ضمن میں جو سب سے پہلا تجربہ جو مجھے کرنے کیلئے دیا گیا وہ یہ تھا

Measure the difference in wave length of 2 sodium D lines, the most promient lines in the sodium spectrum.

میں نے سوچا کہ اگر میں نے گراف پر ایک سیدھی لکیر کھینچی تو اس لکیر کو کاٹنے والی لکیر یعنی intercept سے مجھے وہ مطلوبہ کوانٹٹی مل جائیگی جس کو میں نے ماپنا تھا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک سیدھی لکیر ریاضی میں دو نقاط سے بیان کی جاتی ہے اس لئے اگر آپ ایک اور ریڈنگ لیں تو ریاضی کے اصولوں کے مطابق یہ کافی ہے کیونکہ اب اس لائن پر تین نقاط ہوں گے دو سیدھی لکیروں کو بیان کرنے یا ڈی فائن کرنے اور تیسرا اس چیز کو confirm کرنے کے لئے۔

مجھے اس ایکس پیر منٹ کی تیاری میں تین روز صرف ہو گئے اس کے بعد میں نے ریڈنگ لیں اس زمانہ میں تجربہ میں ملنے والے نمبر فائینل میں بھی شامل کئے جاتے تھے سر ڈینیس ولکن سن Sir D. Wilkinson جو اس وقت سیکس یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے وہ میرے تجربہ کو چیک کرنے والوں میں سے ایک سپروائزر تھے لہذا میں اپنا ایکس پیری مینٹ ان کے پاس لے گیا انہوں نے میری سٹریٹ لائن کو بغور دیکھا اور پوچھا

تمہاری بیک گرا'ونڈ کیا ہے ؟

ریاضی۔۔ میں نے جواباً عرض کیا

انہوں نے کہا ہاں میرا بھی یہی اندازہ تھا کیا تمہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ تمہیں صرف تین ریڈنگ لینے کی بجائے ایک ہزار ریڈنگ لینی چاہئے تھیں اور پھر ان کے درمیان میں سے سیدھی لائن گزارتے۔

میں خموش رہا اور دل میں کہا کہ میں واپس تجربہ گاہ میں ہرگز جانیکا ارادہ نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔ کہ پھر دوبارہ وہاں جاکر سر دردی سے بھرپور تین دن گزاروں۔ میں اس وقت تک اپنے ایکس پیری مینٹ کے سازوسامان کے اجزاء کو الگ الگ کر چکا تھا اور میں واپس تجربہ گاہ نہیں جانا چاہتا تھا اس کے بعد میں نے سر ول کن سن کو بقیہ سال اپنا مونہہ نہ دکھایا

مجھے ابھی تک وہ دن یاد ہے ۱۹۴۹ء میں جب امتحانات کے ریزلٹ آئے تو میں کیونڈش میں دیوار پر لگی فہرست پر اپنا نام تلاش کرنے میں مگن تھا تو پیچھے سے مسٹر ول کن سن اچانک نمودار ہوئے اور فرمایا

تمہارے کتنے نمبر آئے اور کیا کلاس ملی ہے ؟

جناب مجھے فرسٹ کلاس ملی ہے۔ میں نے شرمندگی سے جواباً کہا

وہ اپنے پاؤں پر گھڑے گھڑے تین سو ساٹھ ڈگری گھوم گئے اور مجھے مخاطب ہوئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان بعض دفعہ دوسروں کے بارہ میں کس قدر غلط اندازے لگا لیتا ہے۔ تو ہم بات فریڈ ہوئیل سے مشورہ کی کر رہے تھے ان کا مشورہ نہایت مناسب اور موزوں تھا

سوال۔۔۔ پارٹیکل فزکس میں تھیوری کے بعض اجزاء کو ملانے سے آپ کو نوبیل پرائز ملا ہے آپ کو اس کا

آئیڈیا کیسے آیا؟

جواب۔۔۔ یہ آئیڈیا بہت ہی دلکش ہے پارٹیکل فزکس بلکہ فزکس کی تمام تاریخ اس بات پر مشتمل ہے کہ فزکس میں موجود کن سیپٹس Concepts کو کم سے کم تعداد میں لایا جائے اور جب انسان اس آئیڈیاز کو کم سے کم تعداد میں بیان کرنے کے کام میں مصروف ہوتا ہے تو یہ کام بلکل نیچرل معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت اس بات پر مجھے اچنبھا ہوتا ہے کہ میرے بعض دوست احباب جن میں سے بعض ایک نوبیل انعام یافتہ سائینس دان بھی شامل ہیں میرے آئیڈیاز سے اتفاق نہیں کرتے تھے وہ کائینات میں کار فرما دو بلکل مختلف قوتوں کے فی نا مینا phenomenon کو متحد کرنے کے خیال سے اس قدر گھبراتے تھے کہ وہ ایسا کرنے والے یا سوچنے والے کو احمق انسان گردانتے تھے

سوال۔۔۔ کیا آپ کے خیال میں آپ کے مذہبی نظریات ان قوتوں کو متحد کرنے میں مد ثابت ہوئے؟

جواب۔۔۔ شاید ایسا ہی ہو کیونکہ میرے ذہن کے پیچھے والے خانہ میں یہ خیال ضرور موجود تھا مگر میں جان بوجھ کر خوب سمجھتے ہوئے ایسا نہیں کہوں گا کیونکہ مذہبی تعلیمات میں بیان کردہ اتحاد یعنی Unity انسان کی سوچ پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے

سوال۔۔۔ اسٹیون وائن برگ بھی آزادانہ طور پر اسی نتیجہ پر پہنچا تھا کیا یہ بات اچنبھا والی نہیں ہے

جواب۔۔۔ ہر گز نہیں۔ ہمارے موضوع میں بیان ہونے والے آئیڈیاز کامن ہیں مگر ان آئیڈیاز کا diffusion یعنی ان کا انتشار حیران کن طریق سے بہت وسیع ہے ہر شخص (سائینسدان) یہ بات جانتا ہے کہ اس کی فلیڈ میں کیا ریسرچ ہو رہی ہے شاید اسکی وجہ یہ سسٹم ہے جو ہم نے ڈی ویلوپ کیا ہے یعنی سمر سکولز اور سمپوزیم اور پری پرنٹ سسٹم۔ فی الحقیقت یہ سسٹم بہت مؤثر ہے اور تھیوریٹکل فزکس میں یہ سسٹم سب سے زیادہ آرگنائز ہو چکا ہے جب میں اور سٹیو Steve اس تھیوری پر ریسرچ کر رہے تھے ہم ان آئیڈیاز کو مد نظر رکھ کر ریسرچ کا کام کر رہے تھے جو اگرچہ شائع ہو چکے تھے مگر ان کو زیادہ وقعت نہیں دی جاتی تھی اس لحاظ سے یہ فیلڈ تمام کی تمام ہمارے حلقہ اثر میں تھی بہ نسبت آج کے دور کے۔

سوال نمبر ۱۲۔۔۔ کیا لوگوں نے آپ کی نئی تھیوری کو فوراً قبول کر لیا تھا؟

جواب۔۔۔ نہیں ہر گز نہیں تھیوری کی تشریح منظر عام پر ۱۹۶۷ء میں آئی مگر اس کو بلکل نظر انداز کر دیا گیا بلکہ اس سے پہلے ہی یہ نظر ہو چکی تھی یعنی وہ پیپر جو میں نے ۱۹۶۴ء میں لکھا تھا اور جو میں نے ایک سائنسی جرنل کے ایڈیٹر کو بھجوایا تھا جس نے جواباً مجھے لکھا تھا جس چیز کی تم پیش گوئی کر رہے ہو اس کو ٹیسٹ کیا جا چکا ہے اور یہ کہیں دریافت نہیں ہوئی لہذا تم اس پیپر میں اس بات کا اضافہ کر دو کہ یہ تحقیق تمام کی تمام Speculative قیاسی ہے۔ اور بادل نخواستہ مجھے ایسا پیپر میں لکھنا پڑا تا کہ میرا پیپر کم از کم شائع تو ہو جائے اس وقت ہونے والے تجربات غلط تھے جن کی طرف وہ ایڈیٹر اشارہ کر رہا تھا لیکن ہمیں اس کی اطلاع بعد میں ملی

سوال ۔۔۔ تو پھر تھیوری قبول عام کیسے ہوئی؟

جواب۔۔۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ تھیوری کی تشریح ۱۹۶۷ء میں ہوئی تھی اس ضمن میں ایک ڈچ جوان ریاضی دان T'Hooft کا ذکر بہت ضروری ہے جس نے یہ ثابت کیا کہ میری تھیوری ریاضی کے تمام اصولوں پر پرکھے جانے کے بعد قابل تسلیم ثابت ہوتی ہے یہ اس نوجوان کا پہلا تحقیقی کام تھا جو اس نے ۲۵ سال کی عمر میں کیا اس

لئے اس آئیڈیا کو تھیوری ٹیشن کے نزدیک وقعت حاصل ہوگئی یہ کام ۱۹۷۱ء میں ہوا پھر ۱۹۷۳ء میں تجربہ کرنے والے سائینس دانوں نے تجربات دوبارہ کئے جو جنیوا میں سرن CERN کے اندر واقع ایکسل رے ٹر میں کئے گئے تھے ان سے پتہ چلا کہ ہماری تھیوری فی الواقع صحیح خطوط پر ترتیب دی گئی تھی پھر امریکہ میں بھی تجربات کئے گئے جنہوں نے جنیوا کے تجربات کو منفی قرار دیا۔ یوں کچھ سالوں تک امریکہ اور جنیوا کے تجربات میں یہ عمل دخل جاری رہا

سوال۔۔۔ یہ بات دلچسپی کی حامل ہے کہ وہ تجربات غلط ثابت ہوئے فزکس کی فیلڈ میں ایک آؤٹ سائیڈر ہونیکی بناء پر ایک شخص یہ سوچتا ہے کہ فزکس میں ایکس پیری مینٹل ڈیٹا تو کم از کم قابل اعتماد ہو میں حیران ہوں کہ (ٹھوس) حقائق اکثر یوں غلط ثابت ہوتے ہیں

جواب۔۔۔ دیکھیں بات یہ ہے آیئے مثال کو طور پر ایک تجربہ کو لیں جس کا تعلق یونی فی کیشن کے اگلے مرحلہ سے ہے جیسا کہ میں عرض کیا ہم الیکٹرو میگ نیٹک فورس کو ویک نیو کلئر فورس سے متحد کر دیا ہے مگر ایک اور نیو کلیئر فورس بھی جس کا نام سٹرانگ نیو کلئیر فورس ہے جس کا اتحاد ابھی ویک فورس سے نہیں ہوا ہے ہمیں امید ہے کہ ایسا ضرور ہو گا اور ہم میں سے کئی ایک یہ باور کرنا چاہیں گے کہ ایسا اس وقت ہو رہا ہے اس کے لئے فیصلہ کن تجربہ decay of proton ہے پروٹان اس تھیوری کے نمودار ہونے سے قبل بنیادی طور پر stable particle سمجھا جاتا تھا مگر یہ تھیوری کہتی ہے کہ ایسا ممکن نہیں بلکہ 10^{32} سالوں میں پروٹان ضرور فنا ہو جائیگا یہ بہت لمبا عرصہ ہے جبکہ کائینات کی عمر 10^{10} سال مانی جاتی تو پھر میرے خدلیا 10^{32} سالوں میں پروٹان زوال پذیر ہو جائیگا

اس تھیوری کو تجرباتی طور پر دیکھنے اور پرکھنے کے لئے آپ کو 32 x 10 پروٹان کی ضرورت ہے جن کا مشاہدہ ایک سال کیلئے کیا جائے قبل اس کے کہ ان میں سے ایک زوال پذیر ہو جائے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک انڈین ایکس پیری منٹ کے مطابق جو سات ہزار فٹ گہرائی میں واقع Kolar Gold field mine تجربہ گاہ میں تین ایسے واقعات مشاہدہ میں آئے ہیں جن میں پروٹان کو زوال پذیر ہوتے دیکھا گیا ہے پھر جاپان میں ایک تجربہ کیا گیا ہے جس میں ایک بار ایسا ہوتا دیکھا گیا پھر امریکہ میں ایسے ہی اہم تجربات کے گئے جن میں ایسا ہوتے بلکل نہیں دیکھا گیا

تو پھر آپ کس بات اور تجربہ کو قابل وثوق مانتے ہیں؟ تجربات کرنا جان جوکھوں والا کام ہے مجھے خود علم نہیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا مگر یہ ایک فیصلہ کن تجربہ ہے تو اس لحاظ سے یہ بات عین ممکن ہے کہ بعض تجربات شاید غلط تھے یا پھر ان کی تعبیر غلط تھی یا پھر ہمیں اور مزید اشارات کے ملنے کے لئے انتظار کرنا ہو گا۔

سوال۔۔۔ آپ ایک تھیوری ٹیشن ہیں آپ یہاں پر سکون بیٹھے ہیں اور ادھر ماہر تجربہ کار سائینس دان آپ کی تھیوریز کو ٹیسٹ کر رہے ہیں ان دیو قامت مشینوں کے ذریعہ تجربات کرنا ان لوگوں کے لئے ضرور مشکل ہو گا جب وہ کوئی تحقیقی کام شائع کرتے ہیں تو اس پر ۵۰ یا ۱۰۰ مصنفین کے نام لکھے ہوتے ہیں کیا ان لوگوں کو ایسا کرنا برا لگتا ہے؟

جواب۔۔۔ میرے خیال میں بہت سے تجربہ دان اس صورت حال سے مطمئن نہیں ان میں سے بہت سارے پرانے طریق کار سے زیادہ اتفاق کریں گے جب ایک دو یا تین اشخاص تجربہ کرنے میں ایک دوسرے سے معاونت کرتے اور اس سے محظوظ ہوتے تھے مگر اب صورت حال بہت مختلف ہے اور آپ بے یار و مدد گار ہیں آپ کو تجربہ کرنے کے لئے بہت سارے سائینس دانوں کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ یہ بہت گراں اور قابل قدر سرمایہ مانگتے ہیں اور ان کے لئے بہت

سارے سائنسی آلات کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً سرن CERN میں ہونے والے دو تجربات کرنے کے لئے ان پر ۱۵۰ تجربات کئے گئے تھے جس نے اس تھیوری کو ٹھیک ثابت کیا پھر سائنسی ناقابل یقین سائز کے ہوتے ہیں جن مشینوں سے (ایٹم یا دوسرے ذرات) کو تلاش کیا جاتا ہے وہ تین منزلہ عمارت کی اونچائی کے برابر ہوتے ہیں

سوال۔۔۔ کیا آپ کی فیلڈ میں بہت مقابلہ بازی ہے ؟

جواب۔۔۔ جی ہاں اس فیلڈ میں سرگرم اور فعال تھیوری ٹیشن کی تعداد قریب پانچ ہزار کے قریب ہے اور اتنی ہی تعداد تجربات کرنے والے ماہرین کی ہے اور پھر نوجوان ہونا بھی اس میں شرط ہے جیسا کہ آپ جانتے ہی ہیں

سوال۔۔۔ ایسا (یعنی جوانی کی شرط) کیوں ہے ؟ کیا آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ جوانی میں انسان بہتر ہوتا ہے ؟

جواب۔۔۔ نہیں ایسا نہیں در حقیقت انسان جوانی میں زیادہ بوجھ نہیں اٹھائے ہوتا ہے انسان ماضی میں زندہ نہیں رہتا ہے انسان اپنی ناکامیوں پر کف افسوس نہیں ملتا ہے انسان نئے نئے آئیڈیاز کو مختلف طریقوں سے آزمانے پر زیادہ آمادہ ہوتا ہے

اس کے برعکس زیادہ عمر کے سائنس دان زیادہ بوجھ اس لئے اٹھائے ہوتے ہیں کہ ان کے کندھوں پر انتظامی ذمہ داریاں ہوتی ہیں تاکہ وہ تمام کام چلتا رہے اور دیگر اس سے ملتی جلتی ذمہ داریاں۔ مگر اس سے زیادہ یہ ہے کہ انسان ماضی میں جن آئیڈیاز کو آزما چکا ہوتا اور ان مین ناکام ہو چکا ہوتا ان سے وہ خود کو آزاد آسانی سے نہیں کر سکتا ہے کیونکہ انسان سوچتا کہ فلاں آئیڈیا تو ختم ہو چکا ہے جبکہ فی الحقیقت وہ خاص طریق کار اور approach ختم ہو چکی ہوتی ہے جو آپ نے اس خاص آئیڈیا کے لئے استعمال کیا میرے نزدیک جتنے زیادہ آپ نو عمر ہوں گے اتنا ہی بہتر ہے بشر طیکہ آپ یہ رسک لے سکتے ہوں

سوال۔۔۔ جب آپ نے یونی فیکیشن تھیوری پر ریسرچ شروع کی تو کیا آپ بھی نو عمر تھے ؟

جواب۔۔۔ اس آئیڈیا کا دراصل آغاز ۱۹۵۷ء کے لگ بھگ ہوا جبکہ میں اس وقت ۳۱ سال کا تھا جو کہ جوانی کا ہی زمانہ ہے مگر اس پر عمل در آمد میں کافی عرصہ بیت گیا

سوال۔۔۔ کیا آپ ہر روز علی الصبح اٹھ کر اس تھیوری پر ریسرچ اور غور و فکر کا کام کیا کرتے تھے ؟

جواب۔۔۔ نہیں ہر گز نہیں تمام یہ کام وقفہ وقفہ سے انجام پذیر ہوا انسان ان مخصوص سیٹ آف آئیڈیاز پر کام کرتا ہے پھر انہیں چھوڑ دیتا ہے اور کسی اور موضوع پر کام شروع کر دیتا ہے پھر انسان دوبارہ پہلے والے سیٹ آف آئیڈیاز پر کام شروع کر دیتا ہے اور یوں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس دوران بعض مضامین شائع کرتا رہتا ہے اور رفتہ رفتہ ریسرچ آگے بڑھتی رہتی ہے

سوال نمبر ۲۰۔۔۔ مگر کیا کبھی (ریسرچ کے دوران) آپ غلط ڈگر پر تھے یعنی کوئی بڑی غلطی آپ نے کی ؟

جواب۔۔۔ شاید یہ خود بینی یعنی Egotism کا معاملہ ہے مگر میں کوئی ایسے کام کا سوچ نہیں سکتا جس میں میں مکمل طور پر غلط ڈگر یا رو پر کام کر رہا تھا بہت سارے آئیڈیاز یقیناً احمقانہ تھے جن کا نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا مگر ایسا ہم سب کے ساتھ ہوتا ہے ننانوے فی صد آئیڈیاز کا نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلتا آپ خود کو بہت خوش قسمت انسان جانتے ہیں کہ اتنے سارے آئیڈیاز میں سے صرف ایک بھی صحیح ثابت ہو جائے

سوال۔۔۔ آپ کو اس بارہ میں کوئی وسوسہ یا اندیشہ نہ تھا؟

جواب۔۔۔ ہرگز نہیں ہماری فیلڈ میں جب آپ کامیاب آئیڈیاز پر نگاہ ڈالتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ ان کے بارہ میں inevitability موجود تھی اسکا پورا اظہار میں ایک لفظ سے کر سکتا ہوں یعنی سلیپ والکنگ یہ مشہور سائینسدان اور مصنف آرتھر کوئسلر Arthur Koestler کی کتاب کا نام بھی ہے جس میں کوپرنیکس۔ کیپلر اور گیلی لیو جیسے شہرہ آفاق سائینسدان موضوع سخن ہیں انسان چھوٹے چھوٹے قدم لے کر ترقی کی جانب رواں ہوتا ہے

سوال۔۔۔ گویا سلیپ والکنگ فزکس میں ریسرچ کرنیکا غیر متحرک Passive طریق کار ہے

جواب۔۔۔ اس قسم کی سلیپ والکنگ دراصل سود مند ثابت ہوتی ہے یونی فیکیشن آئیڈیاز کو جن چیز کی ضرورت تھی ان کو ہم گیج تھیوریز کا نام دیتے ہیں یہ گیج تھیوریز دراصل میکس ویل Maxwell نے ۱۸۷۹ء میں دریافت کیں تھیں یہ الیکٹرو مینگنیٹك کے اتحاد کیلئے اس نے جو مساوات وضع کیں ان سے معلوم ہوتا ہے پھر ان کی تشریح ۱۹۲۹ء میں جرمن ریاضی دان ھیرمین وائل Hermann Weyle نے کی ان کو جس صورت میں اب ہم استعمال کرتے ہیں یہ صورت ینگ اور ملز Yang & Mills اور میرے ایک شاگرد شاء Shaw نے ۱۹۵۴ء میں دی تھی ان آئیڈیاز کا آغاز میکس ویل سے ہوا مگر ان کو وسیع انداز میں اب موجودہ دور میں زیر استعمال لایا گیا ہے۔ پھر ہم نے (یعنی میں نے۔ وائن برگ اور گلاشو) نے سوچا کہ انہی گیج آئیڈیاز کی تو ہمیں اب ضرورت ہے یہ گویا اس سلسلہ میں ہماری کنٹری بیوشن تھی

آپ کو معلوم ہوگا نیوٹن سے جب پوچھا گیا کہ وہ اتنا عظیم انسان کیوں کر بن گیا تو اس نے جواب دیا۔ میں عظیم انسان نہ تھا مگر میں عظیم انسانوں کے کندھوں پر کھڑے ہوکر عظیم بن گیا۔ تو میرے نزدیک ہر نسل انسانی میں ایک سیٹ آف آئیڈیاز ہوتے ہیں جو عموماً ان میں اور پرانی نسل میں کامن ہوتے ہیں مگر لوگ ان کی دریافت کا سہرا اس شخص کے سرباندھ دیتے ہیں جس نے ان کا استعمال سب سے اچھا کیا ہوتا ہے اس نوع سے شاید فزکس ہمیشہ ہی سلیپ والکنگ کرتی رہی ہے

جب میں نے یہ کہا کہ ۱۸۷۹ء میں میکس ویل کو ایک زبردست آئیڈیا دماغ میں آیا تو درحقیقت اس نے یہ آئیڈیا یا سیٹ آف آئیڈیاز کو فیراڈے Faraday سے ورثہ میں لیا تھا میکس ویل نے فیراڈے کی مساوات کو کاغذ پر لکھ کر اس کا بغور مطالعہ کیا تو اسے معلوم ہوا کہ وہ بے ربط inconsistent تھیں تو اس نے ایک اور ٹرم کا اس میں اضافہ کردیا تو یوں اس لحاظ سے یہ چیز اٹل اور مبرم inevitable تھی گویا یہ بھی سلیپ والکنگ کی ایک لطیف صورت تھی

آئن سٹائن کے آئیڈیاز کو دیکھیں ہم ان کو انقلابی اور زمین شکن تسلیم کرتے ہیں یعنی وہ آئیڈیاز جن کا تعلق زمان و مکان میں جھکاؤ Curvature of space & time سے ہے اور جو قوت ثقل کے قانون کی تشریح کرتے ہیں ان کو اگر آپ ٹریس بیک کریں تو ان کا آغاز جرمن ریاضی دان گاس Guass سے ہوا جس نے خلاء میں جھکاؤ Curva-ture of space معلوم کرنے کے لئے ٹیسٹ کئے جو چیز اس نے نہ کی وہ یہ تھی کہ اس نے اس میں ٹائم کا اضافہ نہ کیا تو دیکھیں ان آئیڈیاز کے بارہ میں inevitability ہے اگرچہ اس چیز میں میکس ویل کی فطری قابلیت کا بھی عمل دخل ہے کہ اس نے ایکسٹرا ٹرم کو دریافت کیا اور آئن سٹائن کے لئے بھی یہ ایک زبردست خراج عقیدت ہے کہ اس نے تھری ڈائی مینشنل سپیس میں ٹائم کا اضافہ کردیا اگر آپ یوں آئیڈیاز کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کا آغاز کئی نسلوں میں

دور بہت پہلے ہؤا تھا

سوال۔۔۔ کیا آپ کے نزدیک اگر یہ فطری قابلیت والے انسان دنیا میں نہ ہوتے تو ان آئیڈیاز کی دریافت ہر صورت میں ہونا مقدر ہی تھی ؟

جواب۔۔۔ جی ہاں میں آپ کے بات سے متفق ہوں

سوال۔۔۔ آپ کی بیک گراؤنڈ مذہبی ہے آپ کے فزکس کی تعلیم حاصل کرنے میں کیا مذہب سے اس کا کوئی تضاد یا ٹکراؤ تھا ؟

جواب۔۔۔ نہیں ہرگز نہیں ایسا تضاد کیوں ہونا چاہئے تھا حسن اتفاق سے اور میں نے اس بات کا اظہار اپنی تحریروں میں خوب کیا ہے کہ تین بڑے بڑے مذاہب میں سے اسلام صرف ایک واحد مذہب ہے جو فطرت کے قوانین اور ان پر تفکر بہت زور دیتا ہے قرآن پاک کی آیات کا آٹھوا ں حصہ مومنوں کو فطرت کے مطالعہ کی نصیحت کرتا ہے تا وہ خدا کی ہستی کے نشانات کو فطرت کے مظاہر (فینا منا) میں تلاش کریں تو یوں اسلام اور سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے

سوال۔۔۔ آپ کو فزکس کے مطالعہ اور اس کے مسائل پر تفکر سے کس قسم کی مسرت حاصل ہوتی ہے ؟

جواب۔۔۔ اس کا جواب میں یوں دوں گا جب آپ سونے کی خاطر بستر پر جاتے ہیں آپ تھکے ماندے ہوتے ہیں سارا دن انتظامی امور کی انجام دہی کے بعد یا کسی دوسرے کام کی وجہ سے آپ تھک گئے ہوتے ہیں تو اس وقت کس خیال سے آپ کو سب سے زیادہ تفریح حاصل ہوتی ہے مجھے معلوم نہیں آپ کو کس خیال سے سکھ اور چین حاصل ہوتا ہے مگر مجھے فزکس کے پیچیدہ مسائل پر غور و فکر کرنے سے بے انتہا لطف حاصل ہوتا ہے اور میں ری لیکس محسوس کرتا ہوں

سوال۔۔۔ یعنی فزکس کے پیچیدہ مسائل پر غور و فکر کرنا آپ کے نزدیک کوئی خاص مسئلہ یا بو جھل کام نہیں ہے ؟

جواب۔۔۔ میرے نزدیک تو یہ چیز اس کے برعکس لطف اندوز ہے میں ان بیان کو اگر چہ یوں کوالی فائی کروں گا جب آپ کسی مسئلہ پر ریسرچ کر رہے ہوتے ہیں اگر چہ یہ کام بہت مشکل ہوتا ہے اور آپکا جی چاہتا ہے کہ eat your heart out آپ سوچتے ہیں کہ اس آئیڈیا کو کامیاب ہونا چاہئے مگر وہ کامیاب نہیں ہوتا ہے تو پھر یہ کام رفتہ رفتہ گھبراہٹ کا باعث بن جاتا ہے مگر اس کے برعکس آپ اس مسئلہ پر متواتر غور کر رہے ہوتے ہیں تو اس لحاظ سے یہ لطف اور مسرت دینی والی چیز ہے

سوال۔۔۔ یہ لطف کس قسم کا ہے کیا یہ لطف اس بات میں مضمر ہے کہ آپ نے اس روز کیا امور سر انجام دئے یا یہ کہ فزکس کی بیوٹی پر غور کرنا ہی لطف اندوزی کا باعث ہے ؟

جواب۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ جب غور و فکر کرنے کے بعد جب آپ کوئی چیز دریافت کرتے ہیں تو یہ چیز بذات خود نادر اور نایاب ہے

سوال۔۔۔ گویا کامیابی سے ہی آپ کو لطف میسر ہوتا ہے ؟

جواب۔۔۔ یہ صرف کامیابی ہی نہیں جب آپ ری لیکس ہو رہے ہوتے ہیں تو اس وقت آپ ماضی کی کامیابیوں

پر ہی غور کر رہے ہوتے ہیں فی الحقیقت کوئی بھی تحقیقی مضمون جب آپ تحریر کر رہے ہوتے ہیں تو وہ مخصوص مسرت صرف چند روز کے لئے ہوتی ہے یا زیادہ سے زیادہ اس مضمون کو لکھنے سے آپ کو ایک ہفتہ تک مسرت ہو گی اور آپ خوشی سے پھول کر سا نہیں سکتے ہوں گے کہ اس سے بر آمد ہونیوالا نتیجہ کس قدر زبردست اور انوکھا تھا مگر رفتہ رفتہ یہ چیز آپ کی فطرت کا حصہ بن جاتی ہے شاید یہ آپکے خوشی دینے والے خلیات کا حصہ بن جاتی ہے یہ خلیات جہاں کہیں بھی آپ کے اندر موجود ہیں یہ آپ کو مزید سے مزید تحقیق کرنے آمادہ کرتے ہیں

سوال۔۔۔ کیا آپ پارٹیکل فزکس کی مافوق الفطرت ہیئت سے کبھی ورطہ حرت میں پڑ جاتے ہیں ؟

جواب۔۔۔ یقیناً یہ بات بڑے اچنبھے کی ہے بلکہ ناقابل یقین کہ انسان بعض دفعہ جس چیز یا پروجیکٹ پر کام کرتا ہے وہ فی الحقیقت سچا یا عین صحیح ثابت ہو جاتا ہے ؟

سوال۔۔۔ کیا آپ اس بات سے متاثر ہیں لوگ جس طرح نتائج کو اخذ کر لیتے ہیں یا اس بات سے متاثر ہیں کہ فطرت کی اصل حقیقت کیا ہے ؟

جواب۔۔۔ دونوں سے متاثر ہوں بہ حثیت مظاہر فطرت کے مثلاً دماغ کی سائینس کو لے لیجئے یہ بہت حیران کن ہے تو اس صورت میں فزکس منفرد نہیں ہے مگر جب میں اس چیز پر اس صورت میں غور کرتا ہوں کہ فزکس میں کتنی رفیع اور برتر تھیوریز ہیں تو اس لحاظ سے فزکس منفرد ہے

سوال۔۔۔ کیا آپ کو میوزک سننا پسند ہے ؟ میرا مطلب یہ ہے کہ کیا آپ موسیقی سننے سے ایسی ہی مسرت حاصل ہوتی ہے جیسے فزکس کے مسائل پر تفکر کرنے سے ؟

جواب۔۔۔ میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ مجھے (میوزک) سے ویسے ہی sublimity یعنی رفعت اور عروج حاصل ہوتا ہے۔ در حقیقت میں یہ عروج قرآن پاک کو پڑھکر یا سن کر حاصل کرتا ہوں کیونکہ جب آپ قرآن پاک کو نصف گھنٹہ تک سنتے ہیں تو آپکو وہی سکون اور عروج حاصل ہوتا ہے اور آپ پر سرود کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے

سوال۔۔۔ کیا آپ فزکس کو باعث پرواز یا بلندی پر لے جانیوالا تسلیم کرتے ہیں ؟

جواب۔۔۔ ہاں لازماً اس بارہ میں کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میرا مطلب یہ ہے کہ آئن سٹائن کی تھیوری کو لے لیں اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود آپ یہ بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں what a sublime, what a marvellous idea it is.

یہ انٹرویو اس کتاب میں شائع ہوا تھا A Passion for Science, by Lewis Wolpert, Oxford Univsersity Press, 1988